مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً

درسِ حدیث

علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلّھم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت عمرؓ نے کوفہ آباد کیا۔ کوفہ حدیث فقہ قراءت اور نحو کا مرکز تھا۔ کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرام آباد ہوئے۔ فقہ حنفی کا مدار حضرت عمر حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں امام بخاریؒ اور کوفہ۔ دُنیا میں فقہ حنفی کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 49 سائیڈ B 19-07-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

رسول اللہ ﷺ نے جن صحابہ کرام کی تعریف کی ہے، اُن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی آتا ہے۔ اور بات یہ چل رہی تھی کہ ایک صاحب مدینہ منورہ آئے اور اُنہوں نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ میرے واسطے تو یہ سبب بنادے کہ کوئی اچھا آدمی ہو جس سے میری ملاقات ہوجائے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِن کی ملاقات ہوگئی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے تعریف کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جو عشرہ مبشرہ میں تھے اور یہ صاحب کوفہ سے آئے تھے، اور کوفہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف کی کہ وہ بھی کوفہ میں موجود ہیں۔ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی کہ وہ بھی کوفہ میں موجود ہیں۔ عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو حدیثیں ہیں وہ الگ ہیں، باقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے

لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر بناتا تو میں اِن پر عبداللہ ابن مسعودؓ کو امیر بنا دیتا لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِّنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمْ اِبْنَ اُمِّ عَبْدٍ[1] اب حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کارناموں کا ذکر اگر چلے تو اُس میں یہ بات آئے گی کہ اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا خاص مشیر بنا رکھا تھا۔

حضرت عمرؓ نے کوفہ آباد کیا، اُس کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ گئی :

دوسری طرف جب کوفہ آباد کیا اُنہوں نے تو وہاں تخطیط کی یعنی پلاننگ کی تو اُس میں بہت بڑی آبادی بن گئی کوفہ کی، اُس دور میں کسی جگہ کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ جائے، یہ بڑی بات تھی کیونکہ آبادیاں ہی تھوڑی تھیں تو کم ایسے شہر تھے جو ایک لاکھ تک پہنچے یا ایک لاکھ سے زیادہ، تو کوفہ کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ وہاں صحابہ کرام جنہوں نے ایران کی طرف عراق کی طرف اور اُس کے شمال میں آذربائیجان وغیرہ کی طرف پیش قدمی کی وہ صحابہ کرام اُن کی اولادیں اُن کے گھرانے یہ سب تھے۔ اب یہ خالص عربی نسلیں ہیں۔

کوفہ اور بصرہ کے نحوی :

ہمارے عربی پڑھنے والے سب جانتے ہیں کہ نحوی یعنی گرائمر اور قوائد کی کتابوں میں یہ ذکر آتا ہے کہ کوفہ کے نحوی یہ بات کہتے تھے بصرہ کے نحوی یہ بات کہتے تھے۔ آپس میں جہاں کہیں اختلاف رائے ہو وہاں اِن کا ذکر آتا ہے گویا عربی لغت کے اعتبار سے اِن کا اتنا بڑا وزن ہے کہ اِن کی بات گرائمر میں حجت بن کر چلی آرہی ہے دلیل بن کر چلی آرہی ہے۔

قرآن پاک کو جمع کرنے والے حضرات کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کی ہدایت :

جیسے لغتِ قریش جو ہے وہ بھی ایک دلیل ہے خاص قریش کی لغت ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور دوسرے حضرات نے جب قرآن پاک جمع کیا تو اُس وقت حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ یہ طے کیا تھا ایک اصول کہ جہاں کہیں قرآن پاک کے الفاظ میں دو الفاظ کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے مثلاً تو وہاں اگر اختلاف ہو تو فَاكْتُبُوْهُ بِلُغَةِ قُرَيْشٍ تو جو لغت قریش میں لکھے اُسے ترجیح دے۔ وہ بھی ایک

---

[1] مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۷۸

حجت ہے۔ لغتِ حجاز، حجاز کے محاورے وہ بھی الگ آتے ہیں جیسے کَذَبَ ''کِذْبٌ'' کے معنٰی دُنیا بھر میں ''جھوٹ بولنے کے ہیں'' لیکن لغتِ حجاز جو ہے اُس میں ''کَذَبَ'' کے معنٰی اَخْطَأَ کے ہیں۔ ''کَذَبْتَ'' کے معنی ہیں ''تم نے یہ بات غلط کہی''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو میں بھی یہ باتیں ملتی ہیں۔ اس کا ترجمہ یہی صحیح بیٹھتا ہے جا کر کہ ''کَذَبْتَ'' کے معنٰی ''اَخْطَأَ'' کیے جائیں تو نے غلطی کی غلط بات کی۔ تو کوفہ کا اتنا بڑا مقام ہوگیا لغت کے اعتبار سے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں خالص عربی النسل بڑے بڑے صحابہ کرام اور اُن کی اولادیں آباد رہی ہیں۔ اُن میں غلام بھی تھے، عجمی غلام بھی تھے، سازشی بھی تھے، اس کی وجہ سے کوفہ سازشوں میں بھی مشہور رہا۔

حضرت عمرؓ کی نظر میں دینی مدارس کی اہمیت :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اِس کا بڑا خیال رہتا تھا کہ جہاں جہاں اسلام پہنچا ئیں وہاں اسلامی تعلیم بھی فوراً پہنچائیں۔ مذہب کیا بتاتا ہے یہ بھی فوراً پہنچے وہاں، چنانچہ آتا ہے کہ شام میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور وہاں اختلاف ہوگیا حضرت معاویہؓ سے اِن کا، واپس آگئے۔ واپس آئے تو اُن سے پوچھا کیوں آگئے؟ کہا میرا یہ اختلاف ہوا تھا اُن سے، میں تو چلا آیا چھوڑ کر۔ انہوں نے کہا نہیں، ایسی سرزمین جہاں اسلام نیا نیا پھیل رہا ہو وہاں تم جیسے آدمی کا ہونا بڑا ضروری ہے۔

حضرت معاویہؓ کے نام حضرت عمرؓ کا حکم نامہ............ابودرداءؓ مرکز کے تحت ہوں گے مقامی حکومت مداخلت نہ کرے گی :

وہیں جاؤ اور میں اُن کو لکھے دیتا ہوں کہ کسی معاملہ میں کسی بات میں تمہارا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، براہِ راست تم میرے تحت رہوگے مرکز کے تحت رہوگے صوبائی گورنمنٹ کے تحت نہیں۔ تو اُنہوں نے لکھ دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہ میں انہیں بھیج رہا ہوں اور اِن کے اُوپر تمہارا حکم نہیں چلے گا، یہ مستقل ہیں لَا اِمْرَةَ لَكَ عَلَیْهِ .

دینی تعلیم کے لیے حضرت ابن مسعودؓ کو کوفہ بھیج دیا :

ایسے ہی اِدھر کوفہ میں بھیج دیا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جن کا علمی مقام اتنا بڑا تسلیم کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے جو حالات لکھے گئے ہیں جیسے تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے تو اُس میں ان کا

علمی مقام اتنا بڑا مانا گیا ہے کہ پہلے تو تعظیماً چاروں خلفاء کے نام لکھے ہیں، ترتیب وار ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اِن کے بعد باقی جو عشرہ مبشرہ میں سے چھ رہے ہیں اُن کے نام آنے چاہئیں لیکن ایسے نہیں ہے۔ان چار کے بعد پانچواں نام عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا لکھا ہے۔گویا علمی مقام اِن کا بہت بڑا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اِن کو اختلاف ہوتا تھا رائے کا، تو گویا امیر المؤمنین جیسے عالم اور ذکی اور سمجھدار اور حافظ سے اختلاف کرنا کسی کا، یہ خاصہ مشکل کام ہے۔ جب تک اُس کی اپنی قابلیت اتنی زیادہ نہ ہو۔تو حضرت عمرؓ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پسند فرمایا کہ کوفہ بھیج دوں، کوفہ بھیج دیا اور لکھ دیا کہ اٰثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ میں نے عبداللہ ابن مسعودؓ کو تمہارے پاس بھیج کر اپنے اُوپر ترجیح دی ہے تم لوگوں کو، ورنہ میں انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ اِنہوں نے وہاں پڑھانا شروع کیا اور پڑھنے والوں کی خوش قسمتی تھی کہ اِنہوں نے جو کچھ وہ پڑھاتے تھے وہ ضبط کرتے رہتے تھے، تحریر کرتے رہتے تھے، یاد کرتے رہتے تھے۔اور یہ کام بالکل خاموشی کے ساتھ ہوتا رہا۔ اِس کا کوئی خاص تذکرہ اُس دور میں اتنا نہیں ہوا شہرت کے ساتھ، ایک درجہ میں ہوا ہے مثلاً حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ "طاعونِ عمواس" میں جب اِن کی وفات ہوئی تو اُنہوں نے اپنے شاگرد عمرو ابن میمون اودیؒ سے جو مُخْضَرَمِيْنَ میں ہیں یعنی زمانہ تو پایا ہے اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا لیکن اسلام بعد میں لائے ہیں۔ اِنہوں نے پوچھا میں اب کہاں جاؤں تو انہوں نے ہدایت کی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ تو اِس طرح کی چیزیں ملتی ہیں۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کی تعلیمی خدمات پر حضرت علیؓ کی رائے :

پھر بعد میں جب دَور آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور وہ پہنچے ہیں وہاں کوفہ تو بڑے خوش ہوئے، تو انہیں معلوم ہوا اَرْبَعُ مِأَةٍ قَدْ فَقِهُوْا یہاں تو چار سو ایسے ہیں لوگ کہ جو فقاہت کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں، حدیث کی معلومات انہیں ہے، فتوے وہ دے سکتے ہیں، فیصلے وہ کر سکتے ہیں۔ یہ چار سو اور یہ سب اُن کے شاگرد، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دُعائیہ جُملے ارشاد فرمائے کہ رَحِمَ اللّٰهُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ مَلَأَ هٰذِهِ الْقَرْيَةَ عِلْمًا اللہ تعالیٰ ابن اُم عبد پر اپنی رحمتیں بھیجے اُنہوں نے اس شہر کو علم سے بھر دیا۔ایک دفعہ فرمایا اَصْحَابُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُرُجُ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو شاگرد ہیں وہ اِس آبادی کے اِس شہر کے چراغ ہیں۔تو پھر اِسے بڑا مقام حاصل ہوگیا۔

اہلِ بدر اور کوفہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو صحابہ کرام تھے اُن میں اہل بدر بھی تھے، تو اہل بدر کی خاصی تعداد ملتی ہے، ہم نے تلاش کے بعد ایک لسٹ تیار کی تھی تقریباً اکیس صحابہ کرام تو ہیں ایسے کہ جو بدری بھی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں صفین میں بھی ساتھ رہے ہیں جمل میں بھی ساتھ رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا، تو اُنہوں نے بیعت لینے سے انکار کر دیا تھا کہ میں نہیں لوں گا بیعت، تو اُن سے پھر اصرار کیا اُنہوں نے پھر انکار کیا، تو آخر میں انہوں نے کہا جب تک اہل بدر نہ کسی کو چنیں تو میں اُس کو نہیں مانتا۔ تو اہل بدر جو تھے وہ آئے اور اُنہوں نے چُنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔

حضرت علیؓ کا جنگِ صفین کے موقع پر حضرت معاویہؓ کو جواب :

اور جب جنگِ صفین ہوئی ہے اُس میں جو گفتگو ہوئی ہے اس میں بھی یہی ہوا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے جو جواب کہلوایا ہے تو وہ یہ کہلوایا ہے کہ دُنیا میں کوئی بدری ایسا نہیں ہے کہ جو میرے ساتھ نہ ہو۔ تو اُس وقت ۸۰ کے قریب اہل بدر تھے جو حیات تھے اور بڑی تعداد ایسی بنتی ہے جو شہید ہوئے ہیں یمامہ میں اور کہاں اور کہاں، تو بہت جگہوں پر بہت بڑی تعداد شہید ہوئی ہے۔ وفات بھی ہوئی ہے تو یہ ۳۵ھ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا ہے تو اُس وقت تقریباً ۸۰ تھے صحابہ کرام۔

حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں اہل بدر کی تعداد سو تھی :

اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی ہے تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ اُنہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے اتنے اتنے دینار ہر بدری کو دے دیے جائیں تو فہرست تیار کی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمیت اُس وقت سو تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے تک بیس کے قریب اور آہستہ آہستہ وفات پا گئے۔ تو اَب اُن کے ساتھ کوفہ میں اہل بدر بھی تھے وہ بھی آئے۔

صرف کوفہ میں صحابہ کی تعداد پندرہ سو ہوگئی :

اور تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام ایسے ہو گئے جو کوفہ میں رہے ہیں۔ اب کوفہ کا مقام بڑھ کر زمین سے آسمان تک پہنچ گیا اور قاموس لغت میں عربی کی بہت مشہور کتاب ہے، میں اُس میں دیکھ رہا تھا کوفہ کے بارے میں تو کوفہ

کو انہوں نے لکھا ہے " قُبَّةُ الْإِسْلَامْ " اب لغت کی کتابوں میں قبۃ الاسلام لکھنے لگے، اسلام کا گنبد ہے گویا۔ تو اب کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرام ہیں۔ ملکوں کو دیکھیں مصر ایک ملک ہے جیسے لیبیا، مراکش جیسے الجزائر یہ تیونس یہ سب گویا شمالی پٹی ہے ملک ہیں افریقہ کے، اِس کو فتح کرنے والے اور جانے والے صحابہ کرام کی تعداد دیکھیں کیونکہ بعد میں تو لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے، لشکروں میں شامل ہوتے چلے گئے۔ تابعی تھے وہ، صحابی تو نہیں تھے۔ صحابہ کو اگر دیکھا جائے تو تین سو سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی تو اِن کے بعد صحابہ کرام کی اولادیں ہیں، عرب قبائل ہیں تابعین ہیں جنہوں نے فتح کیا، جو لشکری تھے اور صحابہ کی تعداد تین سو سے زیادہ نہیں ملتی، اسی طرح سے اور جگہوں پر بھی دیکھا جائے یہ پورے ملکوں میں نہیں ملے گی، اور یہاں صرف ایک شہر کوفہ میں پندرہ سو جمع ہو گئے۔

قرقیسیہ میں صحابہ کی تعداد :

اور ایک مقام اور ہے " قَرْقِيْسِيَة " وہ کوفہ سے کچھ فاصلے پر ہے اُس میں چھ سو صحابہ کرام آباد ہوئے ہیں، تو چھ سو یہ ہوئے، پندرہ سو وہ ہوئے۔ یہ وہ ہیں جو وہاں رہ گئے اور جو آئے اور چلے گئے وہ الگ ہیں وہ اِن کے سوا ہیں۔

امام بخاریؒ اور کوفہ :

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں اپنے حالات میں کہ لَا اُحْصِیْ مَا دَخَلْتُ الْكُوْفَةَ وَ بَغْدَادَ میں یہ شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ اور بغداد میں کتنی دفعہ گیا ہوں علم حاصل کرنے کے لیے حدیثیں حاصل کرنے کے لیے۔

مسلکِ حنفی کا مرکز بھی کوفہ ہے :

اور جناب آپ یہ دیکھئے کہ وہیں سے پھر مسلک حنفی چلا ہے اور ساری دُنیا میں سب سے زیادہ تعداد میں حنفی ہی ہیں، یہ بھی وہیں سے نکلا ہے۔ اگرچہ شیعہ بھی وہیں تھے، خوارج بھی وہیں تھے، مگر اہل سنت بھی وہیں تھے، یہ مصنَّفِ ابن ابی شیبہ بہت بڑی کتاب ہے، مصنَّفِ عبدالرزاق سے بھی زیادہ بڑی ہے۔ یہ چھپ کر آئے گی صحیح تو پھر پتہ چلے گا مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ اُس سے زیادہ بڑی ہے تو اُس کے مصنف جو ہیں وہ بھی وہاں کے ہیں اور پتہ نہیں کون کون سفیان ثوری، سفیان ابن عیینہ وغیرہ وغیرہ بہت حضرات ہیں کوفہ میں، اِس کی لسٹ بنائی ہے۔

''معرفت علوم الحدیث'' میں حاکم نیشاپوریؒ نے تو پوری دُنیا کے مقامات اور وہاں کے علماء کی جو مجتہد کے درجہ کے تھے فہرست بنائی ہے جیسے امام مالکؒ، امام احمدؒ، امام ابو اسحٰقؒ وغیرہ یا بڑے بڑے محدثین جو تھے اُس درجہ کے اُن کی ہر جگہ کی فہرست بنائی ہے۔تو کوفہ کی تعداد پوری دُنیا کی ایک تہائی بنتی ہے باقی ساری دُنیا کے سارے مقامات کی بنے گی، اتنی بڑی فہرست بنائی ہے۔

قراءاتِ متواترہ اور کوفہ :

پھر وہاں سے قراءت بھی چلی ہے، اب وہ حدیث کا مرکز ہوا، فقہ کا مرکز ہوا، قراءت کا بھی مرکز ہوا، تو جو سات قاری ہیں اِن میں سے تین فقط کوفہ کے ہیں۔اور باقی ایک مکہ مکرمہ، ایک بصرہ، ایک شاید مدینہ منورہ یا شام۔اس طرح سے یہ مختلف جگہوں کے بنتے ہیں اور جو دس قراءتیں آتی ہیں تو اُن میں عشرہ میں سے چار جو ہیں وہ صرف کوفہ کے ہیں اور باقی ساری دُنیا کے ہیں۔آج جو قراءت رائج ہے وہ حفصؒ کی روایت ہے۔پوری دُنیا میں وہی رائج ہے وہی پڑھی جاتی ہے نمازوں میں اور ہر جگہ۔جہاں سے ریڈیو کھولیں وہی قراءت چلے گی یعنی حفص عن عاصم۔تو جو قراءت چلی وہ بھی کوفہ کی جو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شہر ہے، فقہ چلی وہ کوفہ کی، وجہ کیا ہے؟ وجہ وہی ہے کہ پہلے حضرت ابن مسعودؓ بعد میں حضرت علیؓ وہاں تشریف لا کر قیام فرما ہوئے۔

مسلکِ حنفی کی بنیاد حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ ہیں :

اور مذہب حنفی کی بناء جو ہے وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ان تین صحابہ کرام پر اور اِن کے اقوال اِن کے اجتہاد اِن کے فتوؤں پر فیصلوں پر مسلک حنفی کی بنیاد ہے۔تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تعریف آئی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بلا مشورہ کے امیر بناتا تو میں ابن اُم عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعودؓ کو امیر بنا دیتا۔اور اسی طریقہ پر یہ بھی آتا ہے رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَارَضِیَ لَھَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ میں اپنی اُمت کے لیے اُس چیز پر خوش ہوں جس چیز پر ابن مسعودؓ خوش ہوں۔تو بڑا مقام اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا۔اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔آمین۔اختتامی دُعا..........